واسوخت

سپہر

تخلص ہے مرزا محمد عباس عرف چھوٹے مرزا صاحب کا
خلف الرشید ہین مرزا بندہ حسین خانصاحب
کے شاگرد رشید ہین سید آغا حسین مرزا صاحب
عشق کے ساکن ہین کشمیری محلہ منحلات شہر لکھنؤ
کے شاعر خوش فکر نازک خیال صاحب طبع وقاد و ذہن
نقاد ہین یہ واسوخت جو شامل مجموعۂ ہذا کیا گیا ہے
انہین کا طبعزاد ہے فقط

واسوخت سیر

١
دل مرا شیفتۂ زلف گرہ گیر نہ تھا — یون سراسیمہ و وابستۂ زنجیر نہ تھا
مرغ جان تیر مژہ کا کبھی نخچیر نہ تھا — سر مین سودای وصال بت بی پیر نہ تھا
طرۂ زلف حسینان جو نظر آتا تھا
جان کر مار سیہ مین اوسے ڈر جاتا تھا

٢
زلف پیچان پہ طبیعت نہ تھی اپنی مائل — شمع رخسار حسینان پہ نہ پروانہ تھا دل
نہ کسی تیر مژہ سے یہ جگر تھا بسمل — تاری گنواتا تھا ہر شب نہ کسی گال کا تل
چشم جادو کی تصور مین نہ بیمار تھا مین
یاد موے کمر یار مین کب زار تھا مین

٣
کوچۂ عشق مین اکدن نہ گذر کرتا تھا — دل لگانے سے مین ہر وقت حذر کرتا تھا
عیش و عشرت سی مین دن رات بسر کرتا تھا — ہو حسین کیسا ہی پر مین نہ نظر کرتا تھا
چوک کی سیر کو بھولے سی نہ مین جاتا تھا
اپنی گھر مین نہ مرا دل کبھی گھبراتا تھا

٤
ایکدن لکھتا تھا مین شعر الگ کمرے پر — آیا اک آدمی وان رقعۂ شادی لیکر
مندرج اوسمین تھی شادی کی خبر سرتاسر — یعنی بزم طرب و عیش رہیگی شب بھر
گھر مین راقم کی سر شام سے آنا ہو گا
ما حضر بھی یہین اشفاق سی کھانا ہو گا

٥ فرد برصاد کیا رقعۂ شادی پڑھ کر
مین ہوا جانے کی سامان مین مصروف ادہر

لیکے انعام وہ نوکر تو گیا اپنے گھر
بخت برگشتہ کی پر ہای نہ تہی مجھکو خبر

صورت شمع مین اوس بزم مین گریان ہونگا
ایک گل دیکھتے ہی چاک گریبان ہون گا

٦ کم ہوا اتنی مین دن شام کا آیا ہنگام
اب چلین آپ وہان بزم مرتب ہے تمام

پہر اوسی آدمی نے آکے دیا مجھکو پیام
ناچنی آیا ہے اک زہرہ جبین گل اندام

نسل اوسکا نہ جہان مین کہین پیدا ہو گا
چشم اختر سے فلک نے بہی نہ دیکھا ہو گا

٧ شاد و خرم مین چلا گھر سے یہ سنتے ہی خبر
چاندنی چھٹکی تہی روشن تہا مکان سر تا سر

تہا قریب اونکا مکان جلد مین پہونچا جا کر
ناز سے بیٹھا تہا ایک ایک حسین رشک قمر

اونکی رخسار کی ضو تا بہ فلک جاتی تہے
شرم سے آنکھہ ستارونکی جہپک جاتی تہی

٨ بہینی بہینی وہ ہوا اور چمن کی وہ بہار
ہو نسیم سحری جسپہ دل و جان سے نثار

اور پہولونکی وہ اولٹونکی ہر اک سمت قطار
نور کی بزم تہی روشن تہی کنول لوڈ و ادہر

تہی چنگیرون مین کہین ہار کہین گلدستے
تہی کہین جام بلوری کہین کنڑے کی

٩ یہ سمان دیکھکی فرحت ہوئی جب دل کو کمال
ہمسنو نسے کیا مینے یہ اوسیوقت سوال

رقص کا اوس گل خوبی کی مجہے آیا خیال
کون ہے رقص کو آیا ہے جو زہرہ تمثال

دیکھہ لین ہم ہی کہ وہ رشک قمر کیسا ہے
جسکو کہتے ہین پری سب وہ بشر کیسا ہے

١٠ بولی احباب کہ ہے پردہ نشین وہ دلبر
خانہ جنگی دل عشاق سے ہے مد نظر

سر بازار نہین آتا وہ گھر سے باہر
بیٹھتا مثل طوائف وہ نہین گہر گہر

ڈہاڑہی سنگت مین نہین رہتی ہین دمساز اوسکی
صاف ہین پردہ نشینونکی سے انداز اوسکے

۱۱۱
اتنے مین ناچنی وہ شوخ طرحدار آیا
بزم مین ناچ کے گت حشر کیا اوس نے بپا
دیکھتے ہی اوسے جان سے ہوا مین شیدا
ساز کی ساتھہ یہ دلچسپ تھی گہنگرو کی صدا

اوسکی توڑون نے لیا چین دل مضطر کا
سم کے ہمراہ تھا لے لینا غضب ٹہوکر کا

۱۱۲
پھر یہان قدر کی جتنی ہین مزیدار سنے
تان بی مثل تھی آواز یہ دیکھی نہ سنی
شام سے صبح تلک گائین وہ باری باری
وہ بتانی مین ہر ایک سمت لگاوٹ اوسکی

مسکرا کر کبھی تیوری کا چڑہانا اوس کا
جنبش تیغ تھی ابرو کا ہلانا اوس کا

۱۱۳
گرمی بزم بڑہی گائی جو آتش کی غزل
برق کیطرح ہر اک شعر یہ اوسکی چہل پل
سن کے مومن کی غزل اور ہوئی شب بیکل
دخل کیا تھا کہ کسی ذہن مین جی آجائی خلل

نہ سنی ایسی خوش آیند کسی کی آواز
تا فلک جاتی تھی اوس رشک پری کی آواز

۱۱۴
بانکی بانکی وہ ادا اور وہ ٹیڑہا جوڑا
چاند سی ماتھی پہ افشان کا غضب جوبن تہا
اور کانونسی وہ لپٹی ہوئی گیسوئی دوتا
چٹی چٹی وہ بہوین خم مین مہ نوسی سوا

ایسی اوس رشک پری کی تھی بہائین آنکھین
نہ کبھی آنکھو نین آہو کے سمائین آنکھین

۱۱۵
وہ نوکیلی مژہ اور مست وہ چتون اوسکی
جب نگہ اوٹھ گئی دل پر برچھی سی لگی
جا لگینگو چہری وہ نوکتاری یہ تھی
نیزہ بازونکی میرے قتل کو تھی صف بندی

ہو گیا جان کا دشوار بچانا مجھکو
سب سمجھے تھے تیر مژہ اوسکے نشانا مجھکو

۱۶
دونون رخسار تھی مانند قمر جلوہ کنان
ناک سی اوسکی ہے نسبت گل شبو کو کہان
جنکی ضو سے مرا دل ٹکڑے ہی مانند کتان
تھی ذقن ایسی کہ جھنکوائی جو یوسف کو کنوان
برگ گل سے تھے نازک لب خندان اوسکے
پانی پانی ہو گہر صاف یہ دندان اوسکے

۱۷
زلف و پیشانی و ابرو کا مجھی ہی سودا
چشم و بینی و لب و زنخ کی ہے منظور ثنا
سنبل و بدر و مہ نو سے مین تشبیہ دون کیا
نرگس و شبو و سوسن نہ گل تر باندھا
یاد دندان مین لگاتا ہون جھڑی اشکون کے
سلک گوہر کی مقابل ہے لڑی اشکون کے

۱۸
خوش نما طوق مین منت کی وہ پیاری گردن
چاند سی بازو نمین اوسکی جڑاو جوشن
سینہ صاف پہ وہ سونی کی ہیکل کی پہنین
پیرہن مین یہ چمک جاتا تھا کندن سا بدن
جان عاشق کی لیی برق سراپا تھا وہ
حسن دل حبیب کا خود محو تماشا تھا وہ

۱۹
دیکھکر اوسکی کلائی کو کل آئی نہ کبھی
یہ نہین پرچہ الماس مین بہی شفافی
شاخ صندل سی جو تشبیہ دون کیا اصل اوسکے
صاف تو یہ ہی کہ وہ برق کو تھی شرماتے
دونون ہاتھو نمین جو مہندی کو ملا تھا اوسنے
خون عشاق سر دست کیا تھا اوسنے

۲۰
وہ چھریرا بدن اور وضع وہ بانکی بانکی
یہ پہین جسم مین پوشاک کی دیکھی نہ سنی
کامدانی کی وہ پہنی ہوئی کرتی بہاری
پریان قربان ہوئین اوسکی جو صورت دیکھی
میری یوسف پہ حسینان جہان مرتے ہین
سب زلیخا کی طرح جان فدا کرتے ہین

۲۱
دام گیسو مین غرض دل کو پھنسایا اوسنے
جلوہ عارض تابان جو دکھایا اوسنے
سکہ داغ جنون دل پہ بٹھایا اوسنے
صورت آئینہ حیران بنایا اوسنے

تاب نظارہ نہ باقی رہی اصلا مجھکو
دیکھتے دیکھتے بس ہو گیا سکتا مجھکو

۲۲
متغیر ہوئی اس شکل سی رنگت میری — مثل میت نظر آنی لگی صورت میری
دفعتہ سلب ہوئی جسم سے طاقت میرے — متحیر ہوئی سب دیکھکے حالت میری

ڈوب پر ڈوب پسینی کے چلی آتی تھی
دیکھکر اپنے پرائے مجھی گھبراتے تھے

۲۳
دوست بیٹھے تھی چپ ور اس ہمارے ششدر — ایک سی ایک بیان کرتا تھا یہ رو رو کر
کھا گئی ہائی جوانی مین اسی کسکی نظر — کوئی کہتا تھا کہ سائی کا ہوا ہو نہ گذر

کوئی ملجا ہی سیانا تو انہین لیجا لیکن
فال کھلوا سکے وہان سے کوئی گنڈا لائین

۲۴
عطر خس کوئی سنگھانی کی لیے اتا تھا — روتی روتی کوئی بیہوش ہوا جاتا تھا
کوئی بیٹھا ہوا تلوی میری سہلاتا تھا — کوئی رومال سے بازو میرے بدھا ہوتا تھا

بیکسی ایسی برستی تھی میری صورت پر
شمع بہی اشک بہاتی تھی میری حالت پر

۲۵
زردی رخ سی عیان موت کی اثار ہوے — جو نہ آگاہ تھے وہ واقف اسرار ہوے
لوگ جو سو رہے تھی غل سی وہ بیدار ہوے — بزم برہم ہوئی سب ناچ سی بیزار ہوے

بھیڑ اوس ماہ نے دیکھی تو بہت گھبرایا
کھینچکر جذب محبت اوسے مجھ تک لایا

۲۶
بیٹھی تھے میری سرہانی وہ پریشان و حزین — کہتے تھی سب سے کچھ ایسا ہو یہ بچ جائین کہین
نکلے اونکو سنگھاؤ کہ ذرا ہو تسکین — پاک جو عشق میرا تھا یہ ہوا اونکو یقین

میری ہی تیغ ادا نے نہ اسے مارا ہو
ضبط نالہ سے نہ غش اسکو کہین آیا ہو

۲۷

ٹھان کر دل مین یہ پہلی تو ہوی کچہ برہم | پہر یہ سوچی کہین بدنام نہ ہو جائین ہم
کانسی عطر کی روئی کو نکالا اوس دم | عطر رومال مین مل کے سنگھایا پیہم

جسم محبوب کی خوشبو سے یہ فرحت پائی
تن بیجان مین میری جان دوبارہ آئی

۲۸

کہول کر آنکھ جو دیکھا تو وہ بیٹھی تھی قرین | کانپتی ہاتھوں سی جھٹ لینی بلائین بے لین
اور کہا تم پہ تصدق ہے میری جان حزین | ایسی شفقت نہین فرماتی ہین معشوق حسین

اپنا رومال سنگھا کر عجب احسان کیا
کام عیسے ہی سوا تمنے میری جان کیا

۲۹

ہوش مین دیکھکے مجھکو وہ غضب شرمائی | چار آنکھین بھی نہ کین سر کو رہی نیہوڑائی
سر جو زانو پہ رکھا مینی تو وہ جھنجلائی | بولے کیا خوب بہت نام خدا اترائے

گانا سنیی اجی آپ ہو تمین بس آئی آپ
غش کے فقرے سے ذرا سکو نہ گہرائی آپ

۳۰

گو نہ طاقت تہی پر اوٹھ بیٹھا سنبھالی ہوئی دل | پہر تب اوستی صورت ہوئی ساری محفل
متوجہ ہوا گانے پہ وہ ماہ کامل | جا کر مجھکو وہ شمشیر ادا کا بسمل

میری ہی سمت ہر ایک بھاو بتاتا تھا وہ
جو غزل گاتا تھا پر درد ہی گاتا تھا وہ

۳۱

تھوڑی راحت بھی فلک دیکھہ سکا میری آہ | دی موذن نی اذان مرغ بھی بولا ناگاہ
دیکھتا کیا ہون سو چرخ جو کی مینی نگاہ | ماہ ہمراہ لیے جاتا ہے انجم کی سپاہ

جھلملانی لگی مہتاب کی شمع روشن
ہوگیا چاک گریبان سحر تا دامن

۳۲

نور کا وقت وہ پھولونکی چمن مین وہ بہار | نغمۂ مرغ نوا سنج وہ لطف گلزار
اور چلنا وہ نسیم سحری کا ہر بار | نیند سے اوتری ہوئی لالہ رخونکی وہ خمار

۳۳
کوئی گل دیکھ کے آئینہ مین چہرا اوٹھا
دست رنگین سے کوئی آنکھون کو ملتا اوٹھا

صاحب خانہ سی رخصت ہوئی ساری مہمان
اور گھر جانیکو تیار ہوا وہ جانان
کیا کہون حال جو تہا رنج سی میرا اوس آن
لب پہ نالی تہی کبھی اشک تہی آنکھون سے روان

۳۴
پاس مطلق نہ رہا ذلت و رسوائی کا
ہوگیا حال دگرگون دل سودائے کا

جبکہ ماما سے کہا اوسنی کہارونکو بلا
مین منے اشاریسے کین کیا کیا روکا
اپنی بستر سے چلی وہ تو مین ہمراہ ہوا
ایک منت کو مری یار نے اصلا نہ سنا

۳۵
ہر قدم کہتا تہا مین اتنا نہ گھبرائیی آپ
میری خاطر سے ذرا اور ٹھہر جائیی آپ

گھر کا بتلا کے پتا آپ چلی جائیے گا
مین نہ روکون گا گھڑی دیر نہ گھبرائیی گا
گھر مین اپنے تو بھلا کاہیکو بلوائیی گا
آدمی بہر طلب بھیجون جو مین آئیی گا

۳۶
بولی وہ ہنس کی چہ خوش گھر کا بلانا کیسا
بے سبب آپ کا در پر مری آنا کیسا +

مجھسے یہ کہکی وہ گل جب ہوا ڈولی پہ سوار
پاؤن پر گر پڑا مین دوڑ کی اوسکی اکبار
پہر کہا رو رو کی مر جاؤن گا مین ای دلدار
پہر تسکین مجھے دی گھر کا پتا تیرے نثار

۳۷
بولی وہ دل کو سنبھالو نہ پھر اسان ہو تم
ماما سے پوچھ لو گھر کو نہ پریشان ہو تم

اتنی مین اوٹھ گئی کہارون نی اوٹھائی ڈولے
نالی کرتا تہا مین جسوقت بڑہائی ڈولی
جبکہ آنکھونسے نہ مجھکو نظر آئی ڈولے
ہوئی سنسان وہ ڈیوڑھی جو بنائی ڈولی

آدمی بھیجا پئے گھر سی منگائی مین نے
اپنی گھر جانی کی طاقت جو نہ پائی مین نے

۳۸ لاکھہ سمجھاتا تہا پر دل نہ ٹھہراتا تھا ۔ اپنی بیگانے کو او سوقت نہ پہچانتا تہا
رہ رہ کہا پیچھے گہر چلیں کے یہی ٹھانتا تہا ۔ مثل تابوت مین او سوقت نفس جانتا تہا

گہر جو پہونچا تو اوتروانیکو آئے سب لوگ
تا بہ بستر مجھی تا ب نے ہوئی لائے سب لوگ

۳۹ جو کوئی پوچھتا تہا حال ہے کیا بتلاؤ ۔ مین یہ کہتا تہا کہ اچھا ہون نہ تم گہبراؤ
دل او بہتا ہے مرا جلد بیان سے جاؤ ۔ کچھہ مین لکھون گا دوات اور قلم لے آؤ

مدحت عارض جانا نین مین مصروف ہوا
خفقان مجھکو جو شدت سے تہا موقوف ہوا

۴۰ اس بہانے سے غرض لوگونکو مینے ٹالا ۔ منہہ لپیٹے ہوئے بستر پہ پڑا تہا تہا
وصل دلدار کے تدبیر نہ کیا کیا سوچا ۔ بدو اسی سے مگر کچھہ نہ مجھے بن آیا

دل سے کہتا تہا کہ وہان جاؤنگا کیونکر گہر سے
کہ نکلنا مجھے ملتا نہین باہر گہر سے

۴۱ صحبت رقص مین نوکر جو گیا تہا ہمراہ ۔ حال درد دل بیتاب سے وہ تہا آگاہ
پاؤن پر گر کے کہا او سنے کہ اوٹھیے للہ ۔ آپ غم کہاتی ہین خادم ہوا جاتا ہے تباہ

آپ کے نامہ و پیغام کو پہنچاؤن گا
اونکو لے آؤن گا یا آپ کو لیجاؤن گا

۴۲ سنکے یہ بات ہوا چین دل مضطر کو ۔ پاس بٹہلا کے بہت خوش کیا اوس نوکر کو
اور کہا اوس سے کہ جا ڈہونڈہ دلبر کو ۔ تاب دیکھے نہین اب میری چشم تر کو

درد دل اپنا کہون گا مین زبانی اوس سے
مجھکو تسکین ہو جو لاتہ آئے نشانی اوس سے

۴۳ بولا وہ جاتا ہون مین آپ نہ گہبرائین حضور ۔ دوپہر ڈہل گئی اب خاصی کو منگوائین حضور
خود تناول کرین اور لوگون کو کہلوائین حضور ۔ گہر مین سب چہوٹی بڑی روتی ہین بہلائین حضور

لوگ کیا کیا نہین آپس مین بیان کرتی ہین
راز الفت کو حضور آپ عیان کرتے ہین

۴۴ مجھسے گھر ہوا راہی وہ سوی کوچۂ یار — لڑکھڑاتا ہوا بستر سے اوٹھا مین ناچار
کہانا کہانا مجھے اوسوقت ہوا تہا دشوار — ہے بہت درد گلو سب سے کیا یہہ اظہار

ہاتہ کو دہو کے گلوری بہی نہ کہائی مین نے
لیٹ کر ڈال لے پہر منہ پہ و ولائے مین نے

۴۵ کوچۂ یار سے اتنے مین وہ نوکر آیا — اور کہا کہولیے منہ وصل کا مژدہ لایا
شاد اب کیجے دل رنج بہت کچہ کہایا — ڈہونڈتی ڈہونڈتی کہر مین نے جو اوسکا پایا

جا کی دروازے پہ ماما کو پکارا مین نے
جب وہ آئی تو کہا حال یہ سارا مین نے

۴۶ سنکے سب حال وہ ماما گئی گہر کے اندر — اور کہا آیا ہے اک آدمی کہچڑی لیکر
بی بی اک بات تو سن جاؤ ذرا اودہر — آئی وہ رشک پری سنتی ہی دروازے پر

فی الحقیقت کہ نہین خلق مین ثانی اوس کا
روپ دکہلا رہا تہا رنگ جوانی اوس کا

۴۷ آکے اوس گل نے کہا مجہسی ترا نام ہے کیا — مجرا کیا دیتی ہین ملتا وہان انعام ہے کیا
کسنے بہیجا ہی یہان اور وہ پیغام ہے کیا — کیون بلایا ہے بتا مجھسے ترا کام ہے کیا

ڈرتے ڈرتے کہا اوس شوخ سے سارا احوال
کل سے ابتک کا اوسی مین نے سنایا احوال

۴۸ سن چکا عشق کا افسانہ جو وہ رشک قمر — بولا کہچڑی کے بہانی سے تو آج آیا اودہر
آنکہین نیچی کیے تا دیر جہکائی رہا سر — کل بتا مجھکو تری دال گلے گی کیونکر

سچ بہی لائیگا جو کہچڑی تو نہ اوون گی مین
آج ماما کو مزا خوب چکھاؤن گی مین

۴۹
جوڑ کر ہاتھون کو مین پاؤن پہ اوس گل کے گرا
جان بچ جائے جو عاشق کی تو نقصان ہی کیا

اوس کی عرض نہ فرمائیے اپنا عصا
اے مسیحا یہی موقع ہے مسیحائی کا

اپنے عناب لب سرخ دکھادو چل کر
تھوڑا سا شربت دیدار پلادو چل کر

۵۰
چاہنے والا جہان مین کسی ملتا ہے حضور
کچھ خطا اسمین نہ ماما کی نہ میرا ہے قصور

اتنا عاشق سے نہین کرتے ہین معشوق غرور
اپنے بیمار محبت کو ہے دیکھہ آنا ضرور

ایسا پیغام او نہین دو کہ ذرا تسکین ہو
شاد و خورسند جسے سنکے دل غمگین ہو

۵۱
بولے وہ تجھسی تو پیغام نہ بھجوائینگے
پردہ کھل جائیگا ڈہورے پہ اگر آئینگے

جا بلالا او نہین ہم آپ ہی سمجھائینگے
باغ ہمسائے مین ہے وہان او نہین ٹہلائینگے

ہونگے رسوا جہان گر کوئے سن پائے گا
خوف رہتا ہے نہایت مجھے ہمسائے کا

۵۲
سن چکا آدمی سے جب یہ حقیقت سارے
جلد حمام کیا کپڑے بھی پہنے بہارے

اونکی گھر جانیکی بس ہونے لگی تیاری
قابل دید تھے اوس آدمی کی عیاری

راستی مین نہ ملا اپنا پرایا مجھکو
جلد اوس باغ مین لیجا کے بٹھایا مجھکو

۵۳
ہر گل باغ سے اوس یار کی آئی خوشبو
یاد دینی کی دلاتی تھے بہار خوشبو

خم سنبل سے عیان صاف تھے طرز گیسو
تھے مشابہ قد دلدار سے سرو لب جو

کبک کی چال سے یاد آگئے رفتار اوسکی
نغمے بلبل کے سناو تھی تھے گفتار اوسکی

۵۴
آدمی چھوڑ گئے اوس باغ مین مجھکو تنہا
آئی وہ جو نخلے کرتی ہوئی جسدم تو کہا

اونکی در روازی پہ ماما کی بلانے کو گیا
خوب توفی تو مجھے باغ مین ٹہلا رکھا

جلد اب بی بی کو اپنی یہ خبر دی جا کر
آپ غافل یہاں بیٹھی ہین او نہین بلوا کر

۵۵ جا کے ماما نے یہ نوکر کی زبانی جو کہا — آنکھ کو سب کی بچا کر اوٹھی وہ ماہ لقا
باغ کا اوسکے مکا نمین بھی تھا اک دروازہ — روزن در سے مجھے خوب سا پہلی جھانکا
کھول کر پٹ کو وہ کرتے ہوے غمزے آئی
مسکراتی ہوئی کس ناز و ادا سے آئے

۵۶ دیکھ کر مجھکو ہنسے اور یہ غمزے سے کہا — کدہر آنا ہوا کسنے تمہین بلوایا تھا
خوف تمکو نہین کچھ اپنے برائی کا ذرا — خوب چالاک نظر آتے ہو تم نام خدا
اس طرح کوئی ڈھٹائی سے بہلا آتا ہے
اک ذرا یہ تو کہو نام تمہارا کیا ہے

۵۷ اسی یاد آیا مجھے آپکو اب بھیجا نا — آپ ہی کو تو مری باغ مین غش آیا تھا
زندگی بھر مجھے یہ یاد رہیگا فقرا — جعل اور مکر کبھی مین نے نہ دیکھا یہ سنا
نیک سمجھین تمہین سب دیکھ کے وہ صورت ہے
وضع سادی ہے مگر یاد بڑی فطرت ہے

۵۸ چھوٹی باتون سے میری دلکو بہت ہی نفرت — جو عطائی ہو اوسے اپنی جتاؤ الفت
ایسے مکارونکے قابل نہین اپنی صحبت — ملکے ایسون سے بھلا کون گنوائی عزت
ایسے فقرون مین تمہاری نہین آنی والے
سب امیرونکے یہان مین تو ہون جانی والے

۵۹ تمہین منصف ہو مزاج اپنا جو ایسا ہوتا — لکھنؤ مین میرا کسطور سے رہنا ہوتا
ہوتے بدنام جہان میرا چرچا ہوتا — ناچنے گانے کا اس طرح نہ شہرا ہوتا
ہم کچھ تمسے زیادہ ہے اجی رکھتی ہون
گو مین کم سن ہون مگر عقل بڑی رکھتی ہون

٦٠
جس لیے آئے ہو وہ کام تو اظہار کرو
پہر اوسی طرح غش آئیگا ذرا سنبھلو تو

بت اجی بن گئے کسواسطے چپکی کیون ہو
دل لگی جس سے ہو پاس اپنی بلالو اوسکو

کچہ مکدر ہوی دل مین مرے سمجھانے سے
ہوئی تکلیف بہت تمکو یہان آنے سے

٦١
مین نے پینکی کہا سچ ہے بڑی کی یہ خطا
واہ وا واہ بہی چاہیی تہا کیا کہنا

بن بلائی ہوی جو آپکی گہر پر آیا
مرگیا درد جدائی سی نہ تمنی پوچہا

غصہ دکھلاتے ہو اولٹا مجھے دہمکاتے ہو
اس صفائی کا ہون قائل نہین شرماتی ہو

٦٢
جان دیدون گا مین سچ کہتا ہون ای شنگ قمر
بے تری دیکہے مجھی تاب نہین ہی دم بہر

گر کبہی میری طرف تو نے عنایت کی نظر
دیکہلی آنکہین میری سوج گئین رو رو کر

سلسلہ عشق و محبت کا نہ مین توڑون گا
مر بہی جاؤن گا تو کوچہ نہ ترا چہوڑون گا

٦٣
بہر کے اوس نے نفس سرد و یا مجھکو جواب
جان کیون دیتے ہو فرقت مین گنواتی ہو شباب

عشق مین میری عبث کرتے ہو تم حال خراب
آپ سے بڑہ کے ہماری لیی ہین رنج و عذاب

ہا مین کسطرح سے کہنے کو اجی آپ کے ہم
اختیار اپنا نہین بس مین ہین ماں باپ کے ہم

٦٤
جان دینے سے نہ دہمکائیگا مجھکو حضور
مین نے مانا کہ مرے تم جو مری جانسی دور

خون یون سر پہ کسیکا یہ نہین ہے منظور
میری صورت کی تمہین خلد مین ملجائیگی حور

چاہنے والونکو غمزی یہ دکہاؤ اپنے
منہ کو دہو ڈالو ذرا ہوش مین آؤ اپنے

٦٥
دیر تک چہلین یہ آپس مین رہین جب باہم
بوسی لینی لگی لپٹا کے گلے سی اونہین ہم

شوق دل اپنا بڑہا اونکا بہی غصہ ہو کم
بولے شرما کے ہٹو تمکو مری سر کی قسم

نہ کہین کوئی چلائے یہ کیا کرتے ہو
دیکھو اچھا نہین کرتے ہو برا کرتے ہو

٦٦

پیس ڈالا مجھے ہلکان مری جان ہوے
مجھکو بھاتی نہین واللہ تمہاری یہ ہنسی

پرزی پرزی ہوئی ہے ہی میری ساری کرتی
ساتھ اور دنکے کیا کیجے ایسی گرمی

ٹھنڈی ٹھنڈی اجی بس گھر کو سدھارو صاحب
اور جانشہ جوانی کا اوتارو صاحب

٦٧

چوڑیان ہوگئین ٹھنڈی میری چل چھوڑ مجھے
نوج بیدرد کوئی تجھسا جہان مین ہوئے

ہوگئی نیلی کلائی یہ مروڑے پہونچے
ہمسے وہ بات کری گر تو ہمین کو پیٹے

ڈھار کا پکی ہے ہر بات مین جلدی کیا ہے
آج ہی کے لیے سب کچھ یہ اوٹھا رکھا ہے

٦٨

چہائین ہوئین مین یہان سیر کو کیون آئی تھی
جتنا جی چاہے ستاؤ کہ ہون اب آن پھنسی

کیا قصور اسمین کسیکا یہ حماقت میرے
مین جو چیخون تو نکل جای یہ ساری شیخی

دہینگامشتی کے سوا اور بھی کچھ آتا ہے
پھیکا غم اچھے واللہ نہین بھاتا ہے

٦٩

بھیچ کر ایسا گلے سے ہی مجھی لپٹایا
گالیان کھانے پہ بھی تو تو نہین شرماتا

ساری انگیا کی کٹوری کو ہے مسکا ڈالا
کس قدر ڈھیٹ ہے کیا صاف ہے دیدہ تیرا

بے حیا نوج زمانے مین کوئی تجھسا ہو
لاکھ سمجھائین اثر تجھکو نہ پرا صلا ہو

٧٠

اس قدر مجھکو چمٹنے سے ہے نفرت سرکو
کیے رکھتی ہون زیادہ نہ بس اب اتراؤ

جان ہلکان ہوئی جاتی ہے بس دور ہٹو
دو دو باتین جو ہوئین اسکو غنیمت سمجھو

دل مین سمجھی ہو کہ دم بھر مین وہ بات کرون
ایسے کچھ فیل مچاؤن کہ یہان رات کرون

پیام

۷۱ شام ہونے کو ہے بس جائی اب اپنے گھر
آبرو کا مجھی رہتا ہے خیال آٹھہ پہر
کہین ہمسائی کے لوگون کو نہ ہو جائی خبر
مجرے مین جانے کو ہون اب نہین فرصت دم بہر
دیر سی آئے ہو گیا اب بہی نہ گھر جاؤ گے
کچہ قبالہ تو میری گھر کا نہ لکھو اؤ گے

۷۲ یہ سخن سنکی جواب اوسکو نہ کچہ مین نے دیا
چٹکیان لینے لگے گال کو میرے کاٹا
ڈال کر ہاتھ مین گردن مین گلی اوسکی ملا
پہر دوبارا جو لیا اوسکے لبون کا بوسا
تہی طبیعت جو مزیدار مزا پاتے تہے
گدگداتے تہے کبہی گاہ لپٹ جاتی تہے

۷۳ سسکیان بہر کی لپٹنا کبہی شرما جانا
آپ ہی آپ کبہی جیب کے سر ٹہوڑانا
اور مطلب کی سنا کر وہ کبہی مکڑانا
صورت زلف نزاکت سے کبہی بل کہانا
جبکہ اس رنگ پر اوس شوخ کو پایا مین نے
جوڑ کر ہاتہ یہ منت سے سنایا مین نے

۷۴ جان جان وصل کی اب جلد نکالو صورت
مجہ پہ کیا کیا نہین فرقت مین پڑی ہی آفت
مغتنم جور فلک سی ہے یہ اتنی صحبت
چلو کمری مین بہم گرم ہو بزم خلوت
کوئی مہمان کی یون دل شکنی کرتا ہے
عاشقون سے یہی معشوقون کا کیا شیوہ ہے

۷۵ سن کے یہ بات چلی جانب کمرہ وہ پری
لیتا جاتا تہا مین ہر گام بلائین اوسکی
کیا کہون فرط خوشی سی جو مسرت تہی
اتنی مین پانؤن کی آہٹ مجہی معلوم ہوئی
دیکہتا کیا ہون کہ کہڑکی کا کیوڑا کہٹکا
دل بیتاب کو میری ہوا پیدا کہٹکا

۷۶ چیکے سے آکے یہ ماما نے کہا گہبرا کر
مجہسے کہتی ہین وہ ہر بار یہی جہنجلا کر
اما جان آپ کی یہان جہانک گئین ہین آکر
شام کیوقت وہ کیون باغ مین بیٹہین جا کر

باتین کسسے ہین اری کون وہان آیا ہے
کون ہے کسکو چھپا کر وہان بٹھلایا ہے

٧٧
اور کہتی ہین چلتر یہ ترا ہے سارا
ساتھہ اپنی مری بچے کو کیا آوارہ
کتنی بدذات فریبا ہے تو ای مکارہ
ہین نہ کچھ بولی نہ چالی مجھے تھپٹر مارا
اب وہ کہتی ہین نرکھون گی مین نوکر تجھکو
کیسا رسوا ہے جہان کرتی ہون گھر گھر تجھکو

٧٨
اب چلو بی بی خدا کے لئے ٹھہرو نہ یہان
باغ تک کھینچ کے لے آئے نہ اونکو خفقان
جان بک بک کی دیلی دیتی ہین بیٹھی وہان
مجھسے یہ پھر کہنی لگی جائیے گھر اپنے میان
جسمین بدنام ہو معشوق نہ وہ بات کرو
آٹھوین ساتوین دن چھپکے ملاقات کرو

٧٩
اونکی ماما کے زبان پر جو سخن یہ آئے
کوسنی دی دیکے وہ مانگو غضب جھنجھلائی
متردد ہوا مین وہ بھی بہت گھبرائے
کلمی مجھکو تشفی کے یہ پھر فرمائے
اب سنبھالے رہو للہ دل مضطر کو
دوسرے تیسری دن بھیجا کرو نوکر کو

٨٠
یہ سخن کہکی وہ گل باغ سی گھر اپنی گیا
گرتا پڑتا جو سر شام مین گھر مین آیا
مین پریشان و سراسیمہ و خود رفتہ چلا
دیکھکر سوی فلک یاس سے یہ کہتا تہا
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

٨١
اس پریشانی سے جب اپنی مکان پر آیا
جز غم و رنج نکچھ کہانے کو مین نے کہایا
دل بیتاب جدائی سے بہت گھبرایا
دوست آئی جو عیادت کو تو یہ سمجھایا
آئینہ دیکھیے کیا حال ہوا ہے غم سے
ہم پہ ظاہر ہے چھپاتے ہو عبث تم ہمسے

اک ذرا آؤ الگ تمکو بتا لین تدبیر
کسی صورت سے مگا دینگی ہم اونکی تصویر

اتنی سی بات پہ برہتی ہو عبث تم دلگیر
نقش جب لکھو کہ وہ رنگ پری ہو تسخیر

آپ کی وصل کا اب رنگ جماتی ہین ہم
اونکو مجبور کیے بہانے سے بلاتے ہین ہم

مجھکو اون دوست کا ارشاد بہت خوش آیا
رنج دوری سے میرا دل جو بہت گہبرایا

اک مصور سے سراپا ے صنم کہچوایا
صحبت رقص مین اون دوست کی گھر بلوایا

آرزوی دل ناکام نہ کچھہ بر آئے
مان بھی اوس حور کے ہمراہ برابر آئے

وصل اوس ماہ لقا سے ہو میسر کیونکر
ساتھہ ہر وقت رہا کرتی ہے وہ آٹھہ پہر

سایہ سان چہوڑتی اکدم نہین اوسکی مادر
سیر کا حال نہ اس غم سے ہو کیون نوع دگر

روح کو چین نہین جان کو آرام نہین
صدمۂ ہجر سے بس ہین دل ناکام نہین

تمام ہوا